دین میں

اعتدال پسندی اپنانا

اور

غلو وشدت پسندی

کی مذمت

فضیلۃ الشیخ ربیع بن ہادی المدخلی حفظہ اللہ

مصدر: وسطیۃ الإسلام

ترجمہ

طارق علی بروہی

توحیدِ خالص ڈاٹ کام
www.tawheedekhaalis.com

دین میں
اعتدال پسندی اپنانا
اور
غلو وشدت پسندی
کی مذمت

فضیلۃ الشیخ ربیع بن ہادی المدخلی حفظہ اللہ

(سابق صدر شعبۂ سنت، مدینہ یونیورسٹی)

ترجمہ: طارق علی بروہی

Cover & Design

@ManzoorWaniJK (Twitter)

توحیدِ خالص ڈاٹ کام

www.tawheedekhaalis.com

© حقوق محفوظ توحید خالص ڈاٹ کام

www.tawheedekhaalis.com

فہرست

مقدمہ	1
اعتدال پسندی دین اسلام کا امتیاز واللہ تعالی کی ایک نعمت	5
اعتدال پسندی اس امت کی امتیازی صفت ہے	6
اعتدال پسندی کی نبوی تعلیمات	8
سابقہ امتوں اور اہل کتاب کا غلو و تقصیر اور امت مسلمہ کو اس سے بچنے کا حکم	13
اہل کتاب کا غلو	17
سابقہ امتوں کی غلو جیسی صف مذمومہ کو اپنانے سے امت مسلمہ کو خبردار فرمایا گیا ہے	19
گمراہ فرقوں کی موجودگی میں سلفی منہج ہی اعتدال پر مبنی منہج ہے	20
سلفیوں کے اعتدال پر ہونے کی چند مثالیں	21
خوارج کا غلو اور فی زمانہ اس کے مظاہر	25
اخوان المسلمین کی حقیقت	31

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه ومن اتبع هداه أما بعد:

اے سلفیوں! ہم اللہ تعالی کے لیے جس دین کا اعتقاد رکھتے ہیں وہ توسط (میانہ روی) اور اعتدال کو اپنانا ہے ہر چیز میں خواہ عقائد ہوں، یا عبادات، اخلاق و مناہج سب میں۔ ہم نے غلو کی مختلف شکلوں کے خلاف جنگ کی اور اب تک کررہے ہیں خواہ وہ عقائد میں ہو یا عبادات یا اشخاص سے متعلق ہو۔ مگر یہ ستم ظریفی اور جھوٹ کی انتہاء ہے کہ ہم پر ہی اس کی تہمت لگادی جائے ایسے لوگوں کی طرف سے جن کا اس جنگ میں کوئی کردار ہی نہیں۔

اسی طرح سے ہم کوتاہی و تقصیر اور تمییع (بے جا نرمی) سے بھی لڑتے رہے ہیں اس کی ہر شکل میں خواہ وہ عقائد میں ہو یا عبادات واخلاق، یا اشخاص و جماعتوں کے متعلق، اور اب تک لڑرہے ہیں۔ اور یہاں بھی وہی ستم ظریفی اور جھوٹ کی انتہاء ہے کہ ہم پر ہی اس کی بھی تہمت لگادی جاتی ہے۔

ہم ان تمام باتوں کو بروئے کار لاتے ہیں یعنی میانہ روی اور اعتدال کو اپنانا اور اس کی جو متضاد باتیں ہیں ان سے لڑنا۔ اور اس سب میں ہم کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور منہج سلف صالحین کی روشنی میں چلتے ہیں، ہمیشہ اسی کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اسی پر تربیت کرتے ہیں۔

جس کسی نے اس منہج کے علاوہ کسی منہج کو ہماری طرف منسوب کیا تو یقیناً اس نے ہم پر بہت بڑا جھوٹ باندھا ہے۔

البتہ وسطیت، میانہ روی واعتدال اسی طرح سے غلو یا تقصیر وبے جا نرمی کا میزان ومعیار کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ اور منہج سلف صالحین ہے۔ نا کہ اہل اہوا اور ان کے وہ فاسد مناہج جو دنیاوی مصلحتوں سے مربوط ہوتے ہیں۔

ان دنوں ہمیں جن لوگوں کا سامنا ہے وہ سچے سلفیوں کو ہی جرح وتعدیل اور اس کے علاوہ باتوں میں غلو وتشدد کرنے والا باور کرواتے ہیں، اور انہی سلفیوں سے یہ شدید ترین جنگ کرتے ہیں اور دوسری طرف اہل بدعت واہوا سے صلح کرکے ان کی مدح وتعریف کیے جاتے ہیں۔ ایسوں نے ان دونوں باتوں کو جمع کردیا ہے ایک طرف تو اہل بدعت کے لیے ناجائز نرمی اور دوسری طرف اہل سنت وحق کے خلاف جنگ میں مہلک غلو اپنانا۔

ایسے لوگوں کو ہم کہتے ہیں کہ: تمہاری محبتیں ودوستیاں تمہیں ہی مبارک ہو! آپ تو وہ لوگ ہیں جو نہ منہج سلف کو جانتے ہیں نہ وہ آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک کبھی رہا ہے۔ آپ تو محض دنیا اور اس کی آلائشوں کے حریص اور اہل دنیا کو راضی رکھنے والوں میں سے ہیں کہ جنہیں اللہ کی رضا اور اس کی ناراضگی کی کوئی پرواہ نہیں! نہ ہی سلف اور ان کے فہم کی مخالفت کی کوئی پرواہ ہے!

بلکہ ان کی رضا اور ناراضگی کی بنیاد تو ان کی اپنی خواہشات اور اہل دنیا ومال کی خواہشات ہیں!

ان کے بارے میں یہ بات تو اتنی جانی پہچانی ہے کہ جسے چھو کر بھی دیکھ سکتے ہیں اگرچہ یہ کتنے ہی پس پردہ رہنے کی، مغالطہ دینے کی اور اپنے اوپر حسین وچکا چوند عبارات کی چادر ڈالنے کی کوشش کریں۔

ساتھ ہی میں سچے سلفیوں کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ حق پر ثابت قدم رہیں اور اہل اہوا کی جانب

سے دی جانے والی اذیتوں پر صبر کریں۔ اور میں انہیں حکمت اور پیارے اندازِ نصیحت میں دعوت الی اللہ کرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں۔

غلو اور میانہ روی کے جو مواقع ہیں ان کی تفصیل میں نے اس کتابچے میں بیان کی ہے جس کے لیے میں نے یہ مقدمہ تیار کیا۔

اللہ تعالی سے دعاء ہے کہ اس سے اسلام اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے۔

وصلّى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه وسلّم .

میں نے یہ مقدمہ مکہ مکرمہ میں 23 محرم الحرام 1430ھ میں تحریر کیا۔

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾(آل عمران:102)

(اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو، جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں ہر گز موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو)

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَاۗءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَاۗءَلُوْنَ بِهٖ

وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾(النساء: 1)

(اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کی بیوی پیدا کی اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں اور اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتوں (کو توڑنے) سے بھی (بچو)، بے شک اللہ ہمیشہ تم پر پورا نگہبان ہے)

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا، يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾(الاحزاب: 70-71)

(اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور بالکل سیدھی بات کہو، وہ تمہارے لیے تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے لیے تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے تو یقیناً اس نے کامیابی حاصل کر لی، بہت بڑی کامیابی)

فَإِنَّ خَيْرَ الْكَلَامِ كَلَامُ اللهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ، وبعد:

میں سب سے پہلے میں تمام معزز بھائیوں اور بیٹوں کو خوش آمدید کہتا ہوں کہ جو سلفی منہج کی جانب منسوب ہوتے ہیں اور امید کرتا ہوں کہ وہ اپنے اس انتساب میں سچے اور اللہ تعالی کے لئے مخلص ہوں گے۔ آج کی تقریر کا عنوان جیسا کہ مجھ تک پہنچا وہ ”وسطيّة الإسلام“ (اسلام کی میانہ روی) ہے۔

اعتدال پسندی دین اسلام کا امتیاز و اللہ تعالی کی ایک نعمت

دین اسلام کے امتیازات ان گنت ہیں، جن میں سے ایک ہر کام میں میانہ روی واعتدال پسندی اپنانا بھی ہے۔ اسی طرح سے اس کی امتیازات میں سے رحمت، حکمت، صبر اور وہ تمام اخلاق کریمہ ہیں کہ جو تمام رسالتوں میں موجود تھے اور جن کی تکمیل کے لئے محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا، آپ ﷺ کا فرمان ہے:

”إِنَّمَا بُعِثْتُ لأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الأَخْلَاقِ“[1]

(میں مکارمِ اخلاق کی تکمیل کے لئے ہی بھیجا گیا ہوں)۔

اسلام کے ہر معاملے میں میانہ روی اور اعتدال ہے خواہ عقائد ہوں یا مناہج، شریعت اور احکام ہوں، یا پھر جن اخلاقیات کی اس نے تعلیم دی، ان سب میں اعتدال کارفرما ہے۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے مکمل طور سے کماحقہ حاصل کیا اور اس تزکیہ اور عظیم تربیت میں سے وافر و بہترین حصہ پایا جس تزکیہ وتربیت کو اللہ تعالی نے اس امت پر بطور ایک احسان بیان فرمایا ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾

(الجمعۃ:2)

---

[1] مسند الشهاب1165، سلسلة الأحاديث الصحيحة 45۔

(وہی (اللہ) ہے کہ جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیات تلاوت کرتا ہے، اور ان کا تزکیہ کرتا، اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے)[2]

چنانچہ مذکورہ بالا تزکیہ اور کتاب و حکمت کی تعلیم ہی میں سے ایک میانہ روی و اعتدال کو اپنانا بھی ہے اور اسی کے ضمن میں غلو اور تقصیر (کوتاہی) کو ترک کرنا شامل ہے۔ توسط یا میانہ روی دراصل دو اطراف کے درمیان کی راہ کو اپنانے کا نام ہے۔ جن میں سے ایک طرف تو غلو وافراط ہے تو دوسری طرف تقصیر و تفریط ہے۔ اسلام کے کسی بھی معاملے پر اگر ایک مسلمان غور کرے گا چاہے وہ عقائد ہوں یا عبادات و احکام تو وہ ان میں ایسی اعتدال و میانہ روی ہی پائے گا جو افراط و تفریط سے بالکل بعید ہو گی۔

اعتدال پسندی اس امت کی امتیازی صفت ہے

اللہ تعالی اس امت کی تعریف اور اللہ تعالی کے یہاں اس کی قدر و منزلت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ

---

[2] اللہ تعالی نے اسے بطور نعمت و احسان اس آیت میں بیان فرمایا: ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (آل عمران: 164) (یقیناً اللہ تعالی نے مومنوں پر احسان فرمایا کہ انہی میں ایک رسول ان میں بھیجا جو ان پر اس کی آیات تلاوت کرتا ہے، اور ان کا تزکیہ کرتا، اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے)۔ (توحید خالص ڈاٹ کام)

عَلَيۡكُمۡ شَهِيۡدًا﴾

(البقرۃ:143)

(اور ہم نے اسی طرح سے تمہیں امت وسط (درمیانی یااعتدال پسند امت) بنایاتا کہ تم لوگوں پر گواہ بن جاؤ،اور یہ رسول بھی تم پر گواہ ہو جائیں)

اسی طرح سے اللہ تعالی نے اس امت کا تزکیہ بیان فرمایااور انہیں تمام جہان سے چن کر ان کی میانہ روی واعتدال کی گواہی دی۔ اور اسی وصف کی بنیاد پر انہیں دیگر تمام امتوں پر گواہ بنایا، جن کی شہادت و گواہی دنیاو آخرت میں عنداللہ مقبول ہے۔ لیکن یہ اس کے لئے ہے جو اسلامی تعلیمات اور اس میانہ روی واعتدال کا التزام و پابندی کرے۔ اور آپ اس اعتدال و میانہ روی سے منحرف لوگوں میں ایسا غلو یا اس کے بر عکس ایسی تقصیر پائیں گے جو شریعت محمدی کے اس امتیازی وصف کے بر خلاف ہے۔ وہ امتیازی وصف جس کے حامل اس امت میں سے وہی ہیں جو اس کی تعلیمات کا التزام کرتے ہیں۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَجَاهِدُوۡا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجۡتَبٰىكُمۡ وَمَا جَعَلَ عَلَيۡكُمۡ فِي الدِّيۡنِ مِنۡ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيۡكُمۡ اِبۡرٰهِيۡمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الۡمُسۡلِمِيۡنَ ۙ مِنۡ قَبۡلُ وَفِيۡ هٰذَا لِيَكُوۡنَ الرَّسُوۡلُ شَهِيۡدًا عَلَيۡكُمۡ وَتَكُوۡنُوۡا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ﴾(الحج:78)

(اور اللہ کی راہ میں ویسا ہی جہاد کرو جیسے جہاد کا حق ہے۔ اسی نے تمہیں چن لیا ہے اور تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں ڈالی۔ ملت تمہارے باپ ابراہیم کی۔ اس (اللہ) نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ اس سے پہلے اور اس (کتاب) میں بھی تا کہ رسول تم پر گواہ ہو جائیں اور تم

تمام لوگوں کے گواہ بن جاؤ)

اللہ تعالی نے اس امت کو برگزیدہ بنایا اور اسے چن لیا اور اس دین سے ہر قسم کی ایسی تنگی، گھٹن اور شدت کی نفی کی جو غلو پسندی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ پس اس بد خصلت یعنی تنگی، گھٹن اور شدت کی نفی فرمائی۔ پھر اس امت کا رشتہ ان کے جد امجد سیدنا ابراہیم امام الحنفاء وابوالانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کہ اللہ تعالی کی عظیم نعمتوں میں ایک نعمت تھے سے جوڑا۔ اسی برگزیدہ اور چنیدہ ہونے کا یہ تقاضہ ہے کہ ہم شریعت الہی پر کاربند رہیں جو کہ سراسر اعتدال، وسعت، آسانی ورحمت کی حامل ہے۔

یہ شریعت جس کی اللہ تعالی نے تعریف فرمائی اور اس سے ہر قسم کی تنگی کی نفی فرمائی اس بات کی متقاضی ہے کہ ہم اس پر عمل پیرا ہوں خصوصاً نماز وزکوۃ کا اہتمام کریں، اللہ تعالی سے تعلق مضبوط کریں، اس سے بطور رب ہونے کے راضی ہوجائیں، اسی پر توکل کریں، اسی سے مدد چاہیں تو وہ ہماری مدد، نصرت، حفاظت ورعایت فرمائے گا، اور اگر ہم اس عظیم منہج اور جن عقائد وشرائع کو یہ اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں کا کما حقہ التزام کریں تو وہ سبحانہ وتعالی ہمیں کبھی ضائع نہیں فرمائے گا۔

اعتدال پسندی کی نبوی تعلیمات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی اسی اعتدال پر تربیت فرمایا کرتے تھے اور انہیں تمام معاملات میں خصوصاً عبادات بلکہ معاملات تک میں شدت پسندی اور غلو سے روکتے تھے۔

کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھروں پر آئے اور آپ ﷺ کے عمل کے متعلق دریافت کیا۔ پس انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ رات کو قیام بھی کرتے تھے اور سوتے بھی تھے، روزے بھی رکھتے تھے اور افطار (ناغہ) بھی کرتے تھے اور انہوں نے عورتوں سے نکاح بھی فرمایا ہے۔ پس ان لوگوں میں سے ایک نے کہا میں ساری رات قیام کیا کروں گا اور کبھی سوؤں گا نہیں، دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزے ہی رکھتا رہوں گا اور کبھی افطار (ناغہ) نہیں کروں گا، اور تیسرے نے کہا میں کبھی عورتوں سے نکاح نہیں کروں گا۔ چناچہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم لوگوں نے ایسی ایسی باتیں کی ہیں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”أما أنا فأقوم و أنام و أصوم و أفطر و أتزوج النساء فمن رغب عن سنتي فليس منّي“[3]

[3] صحیح بخاری 5063، صحیح مسلم 1402، سنن دارمی 2169، مسند احمد 6441۔ صحیح بخاری کے الفاظ یہ ہیں: ”أَمَا وَاللهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي“ (البتہ میں اللہ کی قسم تم میں سے سب سے زیادہ اللہ تعالی سے ڈرنے والا اور اس کا تقویٰ اختیار کرنے والا ہوں لیکن اس کے باوجود میں روزے رکھتا بھی ہوں اور چھوڑ بھی دیتا ہوں، تہجد بھی پڑھتا ہوں اور نیند بھی کرتا ہوں، اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، جس کسی نے میری سنت سے بے رغبتی کی وہ مجھ سے نہیں)۔ (توحید خالص ڈاٹ کام)

(میں تورات کو قیام بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، جس کسی نے میری سنت سے بے رغبتی کی منہ موڑا وہ مجھ سے نہیں (یا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں))۔

پس یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شدت پسندی کو اپنی سنت کے خلاف گردانا اور اس عدم اعتدال وشدت پسندی کو اپنی سنت سے منہ موڑنے یا بے رغبتی برتنے کے مترادف جانتے ہوئے ایسا کرنے والوں سے برأت کا اظہار بھی فرمایا۔ پس غلو کرنے والے (غلاۃ) کو اس قسم کی برأت وبے تعلقی کی سخت وعید پر متنبہ ہونا چاہیے۔

جہاں تک ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تعلق ہے جنہیں یہ تعلیم دی گئی اور یہ عظیم درس دیا گیا انہوں نے تو واقعی اس سے استفادہ فرمایا اور عمل پیرا ہوئے۔ لیکن اہل اہوا و اہل بدعت کا یہ حال ہے کہ انہیں اس قسم کے عظیم نبوی دروس بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ اللہ تعالی ہی سے عافیت کا سوال ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ایسا فرمایا ہے کہ: میں ضرور بالضرور پوری رات قیام کروں گا اور تمام ایام روزے رکھوں گا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ: کیا تم نے ایسا ایسا کہا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی بالکل، میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”صم من کل شهر ثلاثة أيام ،قال إنّي أطيق أكثر من ذلك قال: صم يوما و أفطر يومين ،قال إنّي أطيق أكثر من ذلك قال: صم يوما وأفطر يوما و هذا أعدل الصيام“[4]

(ہر ماہ میں سے تین روزے رکھ لیا کرو۔ انہوں نے جواب دیا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: تو پھر ایک دن روزہ رکھو اور دو دن ناغہ کرو۔ انہوں نے

[4] صحیح بخاری 3418، صحیح مسلم 1159۔ صحیح بخاری کے الفاظ یہ ہیں: ”صُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَذَلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ، فَقُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمَيْنِ، قَالَ: قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا وَذَلِكَ صِيَامُ دَاوُدَ وَهُوَ أَعْدَلُ الصِّيَامِ، قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْهُ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: لَا أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ“(ہر ماہ تین روزے رکھ لیا کر، کیونکہ ایک نیکی دس گنا ہوتی ہے (تو تین روزے مہینے کے تیس دن کے برابر ہو گئے)، اور یہ ساری زندگی کے روزے کے مساوی ہو جائے گا۔ صحابی فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ میں اس سے افضل کی طاقت رکھتا ہوں یارسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم، تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: پھر ایک دن روزہ رکھو اور دو دن ناغہ کرو، انہوں نے کہا میں اس سے بھی افضل کی طاقت رکھتا ہوں، تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فرمایا: پھر ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن ناغہ کرو، اور یہی سیدنا داود عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کا روزہ ہے اور معتدل ترین روزہ ہے۔ انہوں نے فرمایا میں اس سے بھی افضل کی طاقت رکھتا ہوں یارسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم، تب آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا اس سے افضل کچھ نہیں)۔ (توحید خالص ڈاٹ کام)

جواب دیا: میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ایک دن روزہ رکھواور ایک دن ناغہ کرواور یہ معتدل ترین روزے ہیں)۔

تو ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا: ''اعدل'' (اعتدال اختیار کرو) اور یہی میانہ روی اور افضل ہے، اور یہی سیدنا داود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روزہ ہے۔ کیونکہ اس میں شدت پسندی نہیں۔ لہذا یہی تعلیم آپ ﷺ اور آپ کے علاوہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام نے دی، فرمایا:

''إِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ''[5]

(تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے، تیرے مہمان کا تجھ پر حق ہے، تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے، پس ہر حقدار کو اس کا حق دو)۔

جو لوگ معاملات میں تشدد آمیز رویہ برتتے ہیں وہ ان دینی مطالبات کو کماحقہ ادا نہیں کر سکتے۔ اپنی اولاد، خاندان اور اس امت کے بہت سے حقوق کو ضائع کر دیتے ہیں۔ بلکہ کبھی تو اللہ تعالی کے بہت سے حقوق کو ضائع کر دیتے ہیں۔ الغرض نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت کی تربیت ہر معاملے میں اور خصوصاً عبادات کے معاملے میں میانہ روی واعتدال پر فرمائی۔

---

[5] صحیح بخاری 1974، 1975 صحیح مسلم 1159 وغیرہ۔

سابقہ امتوں اور اہل کتاب کا غلو و تقصیر اور امت مسلمہ کو اس سے بچنے کا حکم

یہ تو اس اعتدال پسندی کی ایک چھوٹی سے جھلک تھی۔ اب ہم اس غلو کی جانب ایک نظر دیکھتے ہیں کہ جو سابقہ امتوں میں پیدا ہوا اور جو تا قیام قیامت بڑھتا ہی جائے گا۔ سب سے پہلا غلو قوم نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام میں واقع ہوا کہ جب انہوں نے شیطان کے جالوں میں سے ایک جال یعنی غلو میں پھنس کر اپنی قوم کے صالحین کے بارے میں غلو کیا۔ جو یہاں تک پہنچا کہ انہوں نے ان صالحین کے بت نصب کر دیئے اور مزارات بنائے۔ اور جب وہ نسل ختم ہو گئی تو ان کے بعد میں آنے والی نسلوں نے آکر ان کی باقاعدہ عبادت شروع کر دی۔ پس سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور انہیں اللہ تعالی اور اس اکیلے کی عبادت کی طرف دعوت دی۔ اور بہت سخت جدوجہد فرمائی کہ انہیں اس غلو اور اسی غلو کے شاخسانے اس بت و مزار پرستی سے پھیر دیں۔ انہیں پورے پچاس کم ہزار سال تک دعوت دیتے رہے لیکن انہوں نے تکبر و عناد سے کام لیا۔ ان کے اس غلو میں ایک اور غلو شامل ہو گیا تھا اور وہ تھا اپنے آباء واجداد کے طور طریقوں پر ڈٹے رہنا:

﴿مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ﴾ (المؤمنون:24)

(یہ بات تو ہم نے اپنے گزرے ہوئے آباء واجداد میں نہیں سنی)

وہ اپنے آباء واجداد اور جو کچھ انہیں ان سے ورثے میں ملا کا بہت تقدس کیا کرتے تھے۔ جو کچھ ان کے آباء ورثے میں اپنی روایات و آثار چھوڑ گئے اسے وہ قابل فخر سرمایہ گردانتے تھے، اگرچہ درحقیقت وہ کتنے ہی گرے ہوئے پیچ اخلاق و عقائد ہی کیوں نہ ہوں۔ بہر حال وہ اسے قابل فخر سرمایہ سمجھتے اور اس پر رشک کیا کرتے تھے۔ اور دوسری طرف سچے رسولوں کی

تکذیب کرتے اور ان پر تہمتیں لگایا کرتے تھے۔ آخر کس چیز نے انہیں اس رویے پر ابھارا؟ اس عناد و ہٹ دھرمی پر کہ جو قریب ہزار سال تک جاری رہی۔۔۔

﴿اَلۡفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمۡسِيۡنَ عَامًا﴾ (العنکبوت:14)

(پچاس سال کم ہزار سال)

اس کی وجہ سوائے اولیاء و صالحین کے ان بتوں اور مزاروں، اور اپنے آباء واجداد کے طور طریقوں کی پیروی و دیگر گمراہیوں کے بارے میں غلو کے سوا اور کچھ نہیں۔

اسی طرح سے قوم ہود و قوم صالح علیہما السلام اور ان کے علاوہ دیگر امتیں جو گمراہ و منحرف ہوئیں اور جن کی طرف اللہ تعالی نے رسولوں کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ اولیاء و مزارات اور آباء واجداد کی عادات و تقلید کے سلسلے میں پائے جانے والے انحرافات و غلو کے خلاف اعلان جنگ کریں۔ سب نے یہی کہا:

﴿اِنَّا وَجَدۡنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمۡ مُّقۡتَدُوۡنَ﴾ (الزخرف:23)

(ہم نے اپنے آباء واجداد کو ایک طور طریقے پر پایا ہے اور ہم انہی کے آثار کی اقتداء و پیروی کرتے رہیں گے)

یعنی اپنے آباء واجداد، ان مردوں کے آثار و ورثے کے بارے میں غلو اور فخر کرتے تھے قطع نظر اس کے کہ ان کا ورثہ ہلاکت انگیز بت و قبر پرستی اور ردی اخلاق پر مبنی تھا جس سے وہ رسولوں کا مقابلہ کیا کرتے تھے، اسی سے چمٹے رہتے، اور کہتے ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسے ایسے کرتے پایا ہے، اور ہم انہی کے نقش قدم کی پیروی کریں گے، اور ہم انہی کے نقش قدم پر چل کر ہدایت یاب ہوں گے:

﴿قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ﴾(الزخرف:24)

(نبی نے کہا کہ (کیا تم پھر بھی اپنے آباء واجداد کی پیروی کرتے رہو گے) اگرچہ میں تمہارے پاس اس چیز سے زیادہ ہدایت یافتہ چیز ہی کیوں نہ لاؤ جس پر تم نے اپنے آباء واجداد کو پایا؟! انہوں نے کہا بے شک ہم اس چیز سے کفر کرتے ہیں جو تم دے کر بھیجے گئے ہو)

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَاۗؤُھُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَـيْــــًٔـا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ﴾(البقرۃ:170)

(جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس چیز کی اتباع وپیروی کرو جو اللہ تعالی نے نازل فرمائی تو کہتے ہیں کہ بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے آباء واجداد کو پایا ہے، اگرچہ ان کے آباء واجداد نہ کسی چیز کی سمجھ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت یافتہ ہوں (کیا پھر بھی ان ہی کی پیروی کئے جائیں گے!))

پس ان عقائدِ فاسدہ اور اخلاقِ رزیلہ پر چمٹے رہنا ان قدیم عادات میں سے ہے جو سابقہ ہلاک ہونے والی امتوں میں گردش کرتی رہی ہیں۔ جس کے ذریعہ سے وہ رسولوں علیہم السلام کا مقابلہ کرتے تھے تو اللہ تعالی نے بھی انہیں ان کے اس غلو اور انحراف کی وجہ سے ہلاک فرمادیا۔ وہ انحراف اور غلو جو کہ شخصیات، عادات، عقائد اور آباء واجداد کے رسم ورواج کے بارے میں غلو کی پیداوار تھے۔ اللہ تعالی نے انہیں ہلاک کر کے عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے نشانِ عبرت بنادیا، لیکن غالی لوگوں نے خواہ کسی بھی زمان ومکان میں پائے جاتے ہوں، اور چاہے

جتنا بھی دیکھ اور سن لیں، بلکہ اپنی آنکھوں سے ان عقوبتوں اور عذاب کا مشاہدہ تک کر لیں جنہوں نے ان غالی لوگوں کو اپنی پکڑ میں لے لیا تھا کوئی عبرت حاصل نہیں کرتے۔ جیسا کہ وہ طوفان تھا جس کے ذریعہ سے اللہ تعالی نے قوم نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہلاک فرمایا، یا پھر وہ تند و تیز آندھی جس کے ذریعہ سے قوم ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تباہ و برباد فرمایا، یا پھر وہ کڑک کے جس کے ذریعہ سے قوم صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نیست و نابود فرمایا اور وہ ساری انواع و اقسام کی مثالیں جن کے ذریعہ سابقہ امتوں کو پکڑا گیا۔

چناچہ آپ پائیں گے ان غالی (انتہاء پسند و متشدد) لوگوں کو کہ جو اپنے غلو پسندی میں غرق ہیں کہ وہ اس سب کے باوجود خوابِ غفلت سے بیدار نہیں ہوتے اور نہ ہی کوئی عبرت لیتے ہیں، اللہ تعالی ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔ جو کوئی قرآن مجید پر تدبر کرے گا تو وہ پائے گا کہ رسولوں کو باطل اور فاسد ورثے کے بارے میں غلو کرنے والی اور اس سے چمٹے رہنے والی غالی قوم کی جانب سے کیا کچھ سہنا پڑا۔ اور یہی بات آپ نصاریٰ، یہود، مجوس اور ہندوؤں وغیرہ میں پائیں گے کہ انتہائی شنیع قسم کے غلو کا شکار ہیں یہاں تک کہ نہایت ہی ہیچ وغلیظ ترین اشیاء کے بارے میں۔ یہی وجہ ہے کہ بت پرستی کی تاریخ گندگی و پلیدگی ہی سے عبارت ہے۔ جیسا کہ ہندوؤں کی زندگی اور ان کے عقائد میں آپ پائیں گے کہ وہ بندروں، سوروں، ناگنوں اور شرم گاہوں تک کے باقاعدہ بت بنا کر پوجنے جیسا گھٹیا عمل کرتے ہیں۔ ان کے لئے تعصب برتتے ہیں اور ان کی خاطر مسلمانوں سے لڑتے ہیں، خون بہاتے ہیں، عزتیں پامال کرتے ہیں، خاندانوں، گھروں اور اموال کو برباد کرتے ہیں فقط ان گھٹیا ترین بتوں کی خاطر، آخر کس چیز نے انہیں

یہاں لا کھڑا کیا؟ اسی لاابالی غلو پرستی نے انہیں اس حال میں لا چھوڑا ہے (اللہ تعالی کی پناہ)۔ اور بالکل اسی طرح کی بات آپ یہود و نصاریٰ کے بارے میں بھی کہہ سکتے ہیں۔

اہل کتاب کا غلو

بہر حال یہ تو ایک بہت مختصر سا نظارہ تھا ماضی میں ہونے والے غلو کے تعلق سے اور ان امتوں کے تعلق سے بھی جنہوں نے اب تک اس امت کو گھیرا ہوا ہے (یعنی یہود و نصاریٰ)۔ یہود نے سیدنا عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں غلو کیا اور کہا کہ وہ اللہ تعالی کے بیٹے ہیں اور ساتھ ہی اس غلو کے برعکس اس تقصیر واہانت کے مرتکب بھی ہوئے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور انصاف کا حکم دینے والے لوگوں کو قتل تک کرڈالا۔ یہی غلو کی ضد تقصیر میں سے ہے۔ ساتھ ہی انہوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو، اور جو کچھ آپ لے کر آئے اسے بھی جھٹلایا۔ حالانکہ وہ یہ بات اچھی طرح سے جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے سچے رسول ہیں۔ بلکہ انہیں اس طرح سے جانتے پہچانتے تھے جیسا کہ کوئی اپنے بیٹوں کو جانتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے انہیں غلو اور تقصیر دونوں نے بیک وقت اس بات پر ابھارا کہ اس رسول کی تکذیب کریں، ان کے خلاف جنگ کریں، اور اس حق کو جھٹلادیں جسے وہ اچھی طرح سے جانتے تھے۔ ان کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ﴾ (البقرۃ: 146)

(وہ اس رسول کو اتنی اچھی طرح سے جانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو جانتے ہیں)

اسی طرح سے نصاریٰ نے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں غلو کیا اور کہا کہ وہ اللہ تعالی کے بیٹے ہیں اور تین معبودوں میں سے تیسرے ہیں اور کبھی کہا کہ وہ خود ہی معبود ہیں۔ اللہ تعالی نے یہ

واضح فرمادیا کہ وہ اس کے بندوں میں سے ایک بندے ہیں، اور وہ ایک رسول ہیں اور ان کی والدہ صدیقہ ہیں، دونوں کھانا کھاتے تھے (پھر معبود کیسے ہو سکتے ہیں!)۔ اسلام نے تو غایت درجے اس بات کو واضح کردیا ہے۔ اور عقل انسانی بھی بآسانی ان باتوں کو سمجھ سکتی ہے اور یہ جان سکتی ہے کہ کس بیوقوفی و گمراہی میں یہ نصاریٰ مبتلا ہیں[6]۔ اسی وجہ سے اللہ تعالی نے انہیں ضالین (گمراہوں) کا نام دیا۔ اور ہمیں ہر نماز میں اس صفت یعنی صفتِ ضلالت و گمراہی سے پناہ طلب کرنے کی تعلیم دی ہے۔

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّاۗلِّيْنَ﴾

(الفاتحۃ: 6-7)

(اے اللہ ہمیں سیدھی راہ کی ہدایت عطاء فرما، ان لوگوں کی راہ جن پر تیرا انعام ہوا، نہ ان کی جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ گمراہوں کی)

---

[6] شیخ کا کلام اس آیت سے ماخوذ ہے: ﴿مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ انْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انْظُرْ أَنَّى يُؤْفَكُونَ﴾ (المائدۃ: 75) (مسیح ابن مریم تو ایک ایسے ہی رسول تھے جیسے ان سے پہلے بھی رسول ہو گزرے ہیں، اور ان کی والدہ صدیقہ (سچی عورت) تھیں۔ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے (تو پھر معبود کیسے ہو سکتے ہیں)۔ دیکھیں ہم کس طرح سے اپنی آیات ان کے سامنے واضح طور پر بیان کرتے ہیں، اس کے باوجود دیکھیں کہ وہ کس طرح سے بھٹکے جاتے ہیں) (توحید خالص ڈاٹ کام)

یہاں ''مغضوب علیہم'' کہ جن پر غضب کیا گیا سے مراد یہود ہیں کیونکہ وہ حق بات کو جانتے ہوئے بھی انکار و عناد کرتے تھے اور ''ضالین'' یعنی گمراہ نصاریٰ ہیں۔ اور اس گمراہی کا سبب یہی غلو ہے، اور یہی غلو اور تقصیر اللہ تعالی کے غضب اور لعنت کا موجب ہیں۔ اور یہ دونوں غلو اور تقصیر اللہ تعالی کے یہاں صفات مذمومہ میں سے ہیں لیکن اعتدال اس کے یہاں صفت محمودہ میں سے ہے۔ اور یہی اس شریعت جسے سیدنا محمد ﷺ لے کر آئے کی نمایاں صفات میں سے ہے۔

سابقہ امتوں کی غلو جیسی صف مذمومہ کو اپنانے سے امت مسلمہ کو خبردار فرمایا گیا ہے

(اگرچہ اعتدال پسندی اپنانا اور غلو کو ترک کرنا شریعت محمدی کی عمدہ تعلیمات اور حسن میں سے ہے) مگر اس امت میں بھی یہ غلو واقع ہوا باوجویکہ قرآن کریم اور سنت مطہرہ اس سے سختی کے ساتھ خبردار کرتے ہیں، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ﴾(النساء: 171)

(اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو نہ کرو اور اللہ تعالی کے ذمہ کوئی بات نہ کہو سوائے حق کے)

اس میں اگرچہ خطاب اہل کتاب سے ہے لیکن مسلمان بھی اس میں مخاطب ہیں۔ کیونکہ اگر اہل کتاب کو غلو سے روکا جارہا ہے تو امت مسلمہ کو بالاولیٰ اس سے رکنے کا حکم ہے، فرمایا:

﴿وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ﴾(اور اللہ تعالی کے ذمہ کوئی بات نہ کہو سوائے حق کے)

کیونکہ غلو حق کی ضد ہے، اور ایک مومن حق بات کرتا ہے نہ غلو کرتا ہے اور نہ ہی تقصیر۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”إيّاكم و الغلوّ فإنّما أهلك من كان قبلكم الغلوّ“[7]

(تم غلو سے بچو، کیونکہ تم سے پہلی قوموں کو اس غلو ہی نے ہلاک کیا تھا)۔

یہاں تک کہ جو کنکر استنجاء کے لئے استعمال کرتے اس تک میں اعتدال کا حکم دیا گیا ہے[8] کہ اس میں آپ محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی کریں ان سے کسی بھی طور پر زیادتی یا کمی کر کے آگے بڑھنے کی جسارت نہ کریں۔ کیونکہ کمی کرنا تقصیر ہے اور زیادتی کرنا غلو ہے۔

گمراہ فرقوں کی موجودگی میں سلفی منہج ہی اعتدال پر مبنی منہج ہے

قرآن وسنت اعتدال کا درس دیتے ہیں اسی طرح سے سیرت نبوی ﷺ اور سیرت سلف صالحین بھی اسی خصلت پر تربیت کرتی ہیں۔ لیکن گمراہ فرقوں میں ہلاک ہونے والی قوموں کی یہ بیماری سرایت کر چکی ہے کہ وہ غلو پرستی کی اتھہ گہرائیوں میں دھنسے ہوئے ہیں۔ کچھ لوگ افراط کرنے والے حد سے تجاوز کرنے والے ہیں اور کچھ تفریط کرنے والے اور کوتاہی کے

---

7 صحیح ابن ماجہ 2473، صحیح النسائی 3057، ابن ماجہ 3029 کے الفاظ یہ ہیں: ”إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ، فَإِنَّهُ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّينِ“ (دین میں غلو سے بچو، کیونکہ تم سے پہلے لوگ دین میں غلو کرنے کی ہی وجہ سے ہلاک ہوئے)۔ (توحید خالص ڈاٹ کام)

8 صحیح مسلم کی حدیث کی جانب اشارہ ہے کہ: ”نَهَانَا أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ، أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِينِ، أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِأَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ، أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيعٍ أَوْ بِعَظْمٍ“ (ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ان چیزوں سے منع فرمایا ہے: 1- پیشاب و پاخانہ کرتے وقت قبلہ رخ ہونا، 2- داہنے ہاتھ سے استنجاء کرنا، 3- تین ڈھیلوں سے کم سے استنجاء کرنا، 4- گوبر یا ہڈی سے استنجاء کرنا) (توحید خالص ڈاٹ کام)

مرتکب ہوئے ہیں۔ اور موجودہ مناہج میں سے سلفی منہج ہی اعتدال پر قائم ہے۔ یہی منہج وسط واعتدال ہے اس کے لئے جو اس کا کماحقہ فقہ و فہم حاصل کرلے، ناکہ محض دعویدار لوگوں کے لئے۔ جو کوئی اس منہج کا فقہ و فہم کتاب اللہ، سنت نبوی اور آپ ﷺ کی اور سلف صالحین کی سیرت سے حاصل کرتا ہے وہ یہ جانتا ہے کہ سلفی منہج ہی اللہ تعالی کا دین حق ہے، جو اعتدال اور صراط مستقیم پر قائم ہے۔ اور اپنے عقیدے، منہج، تربیت ودعوت کے اعتبار سے حق کی جانب رہنمائی کرتا ہے۔ جبکہ اس کے علاوہ دوسرے مناہج کو آپ پائیں گے کہ وہ افراط و تفریط کے مابین ڈانواں ڈول رہتے ہیں۔ سلفی منہج ان فرقوں کے درمیان اسی طرح سے وسط واعتدال پر قائم ہے جیسا کہ اسلام دیگر ادیان وسابقہ ملتوں کے درمیان وسط پر قائم ہے۔

سلفیوں کے اعتدال پر ہونے کی چند مثالیں

پس اہل سنت والجماعت (اہل حدیث / سلفی) اپنے عقیدے کے اعتبار سے بہت سے مناہج کے درمیان وسط واعتدال پر قائم ہیں۔ جیسے جہمیہ معطلہ اور مشبہہ منحرفہ کے مابین، معطلہ جو ہیں انہوں نے تنزیہ (یعنی اللہ تعالی کو مشابہت سے پاک قرار دینے میں) میں غلو کیا یہاں تک کہ ثابت شدہ صفات باری تعالی کی تعطیل (انکار) کر بیٹھے۔ جبکہ دوسری جانب مشبہہ نے اثبات (اللہ تعالی کی صفات کو ثابت کرنے میں) غلو کیا یہاں تک کہ اللہ تعالی کے اسماء وصفات کو اس کی مخلوق کے مشابہ قرار دینے لگے، اللہ تعالی ان ظالموں کے باتوں سے بلند و پاک ہے۔

اور اہل سنت والجماعت اس باب میں معطلہ اور مشبہہ کے مابین وسط پر قائم ہیں۔ پس وہ اللہ تعالی کی صفات کا اثبات کرتے ہیں، وہ صفات جو اس کی جلالت و کمال تعریف پر دلالت کناں

ہیں۔ انہیں بلا تشبیہ (مخلوق سے مشابہت دینے)، تمثیل (مثال بیان کرنے)، تحریف (اصل لفظ کو بدل دینے) وتعطیل (مکمل انکار کر دینے) کے مانتے ہیں۔ یعنی ان دونوں گمراہ فرقوں کے درمیان وسط واعتدال پر قائم ہیں۔ اثبات کرتے ہیں بغیر تشبیہ کے، اور تنزیہ وپاک قرار دیتے ہیں بغیر تعطیل کے۔ پس ہم اللہ تعالی کی صفات کو تعطیل اور تشبیہ دونوں سے پاک قرار دیتے ہیں۔ نہ اپنے زعم میں پاک قرار دینے میں اتنا غلو کرتے ہیں کہ معطلہ کی طرح اس کی صفات کا انکار ہی کر دیں، اور نہ اس کی صفات کا اثبات کرنے میں اتنا غلو کرتے ہیں کہ مشبہہ کی طرح اس کی مخلوق سے تشبیہ کرنے لگیں۔

اسی طرح سے بندوں کے افعال واعمال کے متعلق عقیدے میں یہ جبریہ اور قدریہ کے درمیان وسط پر قائم ہیں۔ جبریہ کا عقیدہ ہے کہ بندوں کا کوئی ارادہ واختیار وقدرت نہیں ہوتی اور ان کی تمام حرکات اضطراری ہوتی ہیں (یعنی جن پر اللہ تعالی نے مجبور کیا ہوتا ہے ان کا اپنا کوئی اختیار ہی نہیں ہوتا) جیساکہ درخت کے پتوں کی حرکت ہوتی ہے کہ ان کا اپنا کوئی اختیار نہیں ہوتا ہوا ہی انہیں حرکت دیتی ہے۔ یا پھر جیسے بے جان جمادات وپتھر وغیرہ ہوتے ہیں کہ انہیں کوئی قدرت وارادہ حاصل نہیں۔ ہم اس عقیدے سے اللہ تعالی کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ اس کے برعکس قدریہ کا کہنا ہے کہ بندہ اپنے مشیئت (چاہت) وارادے میں مکمل طور پر خود مختار ہے جو چاہے کر سکتا ہے۔ بندے کے ارادے، اس کے فعل ومشیئت کا اللہ تعالی کی مشئیت وارادے اور اشیاء کی تقدیر مقرر کرنے سے کوئی تعلق نہیں۔ پس اللہ تعالی نے اہل سنت کو ہدایت دی اور انہوں نے ان دونوں گروہوں کے درمیان کی راہ کو اپنایا۔ بندوں کے لئے افعال، قدرت، ارادے اور اختیار کو ثابت تو کیا لیکن اسے اللہ تعالی کی مشئیت کے تابع قرار

دیا۔ بندے میں عقل ہے اور اللہ تعالی نے اسی عقل کی بناپر اسے مکلف قرار دیا ہے۔ اور اسے قدرت وارادہ عطاء فرمایا، ساتھ ہی حق و باطل میں تمیز کرنے کی صلاحیت بھی دی۔ اور یہ سب اللہ تعالی کی مشیئت سے مربوط ہیں۔ چناچہ بندہ عمل کرنے والا ہے، وہ نمازی ہے، زکوۃ دیتا ہے، روزہ دار ہے، زانی ہے، چور ہے وغیرہ۔۔۔ یہ وہ افعال ہیں کہ جو اس نے اپنے اختیار، ارادے اور قدرت سے کئے ہیں لیکن اس کے باوجود یہ اللہ تعالی کی مشیئت سے مربوط ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالی بندے اور اس کے افعال دونوں کا خالق ہے(9)۔ بندہ فاعل ہے فعل کرنے والے ہے اور فعل کرنے کی نسبت اس کی طرف حقیقتاً ہے۔ کیونکہ اسے قدرت، ارادہ اور اختیار دیا گیا تھا نا کہ وہ مجبور تھا ان کے کرنے پر جیسا کہ جبریہ کا عقیدہ ہے۔ بارک اللہ فیکم۔

اسی طرح سے وعد و وعید (اللہ تعالی کا مومنوں کے گناہ بخش دینے کا وعدہ، اور گناہ پر سزا دینے کی وعید) کے باب میں بھی وہ مرجئہ اور خوارج و معتزلہ کے درمیان وسط پر قائم ہیں۔ پس خوارج و معتزلہ وعید سے متعلق نصوص (دلائل) سے ہی چمٹ کر رہ گئے، اور مرجئہ وعد سے متعلق نصوص سے ہی چمٹ کر رہ گئے۔ جبکہ اہل سنت ان دونوں گروہوں کے مابین وسط پر قائم ہیں۔ وعید سے متعلق نصوص پر ایمان لاتے ہیں اور یہ سزائیں گنہگاروں کو ملیں گی لیکن اللہ تعالی کی مشیئت سے۔ لہذا (دنیا میں) ایک زانی، چور اور قاتل کے سر پر اللہ تعالی کی وعید قائم ہے (الا یہ کہ اللہ تعالی ان سے در گزر فرمائے)۔ لیکن مرجئہ صرف وعد کے نصوص کو دیکھتے ہیں اور وعید کے نصوص کو فراموش کر دیتے ہیں، اسی لئے گنہگار لوگ ان کے نزدیک کامل ایمان

---

[9] اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ (الصآفات: 96) (اللہ تعالی نے تمہیں اور تمہارے اعمال کو پیدا فرمایا ہے)۔ (توحید خالص ڈاٹ کام)

والے ہیں۔ گناہ کرنا ان کے ایمان میں کوئی کمی نہیں کرتا اور جو ان میں سے بالکل غالی ہیں ان کے نزدیک تو ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی گناہ قطعاً ضرر رساں نہیں۔ اگر کوئی توحید پر بغیر شرک کئے اللہ تعالی سے ملے تو اس پر کوئی سزا و عذاب نہ ہوگا، اس پر وعید سے متعلق نصوص نافذ نہیں ہوں گے، وہ کامل ایمان والا مومن تصور ہوگا اگرچہ دنیا میں فاسق وفاجر ترین انسان ہو پھر بھی اس کا ایمان جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان کی مانند ہے۔ پس وہ وعد سے متعلق نصوص کے بارے میں حد سے تجاوز کر گئے اور غلو میں مبتلا ہو گئے۔ اسی طرح سے خوارج وعید سے متعلق نصوص کے بارے میں حد سے تجاوز کر گئے اور غلو میں مبتلا ہو گئے، جس کے نتیجے میں انہوں نے مسلمان گنہگاروں کو کافر قرار دیا اور ان پر حکم لگایا کہ وہ ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہیں گے۔ دوسری طرف غالی مرجئہ کہتے ہیں کہ توحید پرست گنہگار لازماً جہنم سے نجات پائیں گے ان پر کبھی کوئی عقاب و عذاب نہ ہوگا کیونکہ وہ کامل الایمان مومن ہیں۔

اور اہل سنت نے توسط و اعتدال اختیار کیا اور کہا: گناہ اہل ایمان کو ان کے ایمان سے مکمل طور پر خارج نہیں کر دیتے جیسا کہ خوارج یا معتزلہ کہتے ہیں (البتہ اس سے ایمان میں کمی ضرور ہوتی ہے)۔ خوارج تو دنیا میں بھی مومن گنہگاروں کو اسلام سے مکمل خارج کر دیتے ہیں جبکہ معتزلہ بھی اسے دنیا میں ایمان سے خارج تو قرار دیتے ہیں لیکن کہتے ہیں کہ وہ منزلة بين المنزلتين (ایمان و کفر کے درمیان کی کسی منزل) میں ہوتا ہے۔ اور پھر آخرت کے بارے میں خوارج و معتزلہ کا اتفاق ہے کہ مومن کبیرہ گناہ کرنے والا اگر اس پر مصر ہی فوت ہو گیا تو وہ کافروں کی مانند ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہے گا۔

اور اہل سنت کہتے ہیں کہ جو مومن گناہ ومعاصی پر مصر رہتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہو گیا تو وہ فاسق ہے اور اس کا ایمان ناقص ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ مومن ہے لیکن ناقص الایمان یا پھر مومن ہے فاسق۔ لیکن اسے کافر نہیں کہتے، اور کہتے ہیں کہ اسے سزا مل سکتی ہے اگر اللہ تعالی کی رحمت شامل حال نہ ہو۔ کیونکہ جو توحید پرست گنہگار بغیر شرک کئے اللہ تعالی سے ملے تو وہ اللہ تعالی کی مشیئت کے تابع ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾(النساء: 48، 116)

(بے شک اللہ تعالی اس بات کو ہرگز نہیں معاف فرماتے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے، البتہ اس کے علاوہ اور گناہ جس کے لئے چاہے معاف فرمادیتے ہیں)

اس کے علاوہ جو اور آیات ہیں اور احادیث بھی اس بات کی تائید کرتی ہیں کہ گنہگار مومنین جہنم سے آخر کار خلاصی پائیں گے۔ عذاب وسزا پائیں گے، اللہ تعالی جتنی چاہے گا انہیں ان کے گناہ کے بقدر سزا دے کر پھر انہیں شفاعت کرنے والوں کی شفاعت سے جیسے سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اور دیگر انبیاء ومرسلین علیہم السلام اور فرشتوں ومومنین کی شفاعت سے نکالے جائیں گے۔ پھر آخر کار جو لوگ بچ جائیں گے انہیں اللہ تعالی اپنی رحمت سے فضل فرماتے ہوئے نکال دیں گے۔

خوارج کا غلو اور فی زمانہ اس کے مظاہر

اس غلو کی مثال کہ جس میں مسلمان مبتلا ہوئے خوارج کا غلو ہے۔ جس کا آغاز نبی اکرم ﷺ

کے زمانے سے ہی ہو چکا تھا۔ جس کا علمبردار ذوالخویصرہ تھا جو کہ واللہ اعلم اس عدل ومساوات کی ذہنیت رکھتا تھا جس کا چرچہ آجکل کی جمہوریت پسند دینی سیاسی جماعتیں کرتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے غزوۂ حنین کے موقع پر مال غنیمت تقسیم کیا تو بعض قبائل کے سرداروں کو عظیم ترین مصلحتوں اور وسیع تر مفاد کے پیش نظر ترجیح دی۔ کسی کو سو اونٹ نوازے تو کسی کو کچھ دیا وغیرہ جبکہ باقی ماندہ افراد کو وہ کچھ عطاء نہیں کیا جو انہیں عطاء کیا گیا محض اسلام کی مصلحت کی خاطر۔ کیونکہ اگر کسی سردار کو کچھ عطاء کیا گیا تو اس سے اس کا دل مطمئن ہوگا اور وہ ایمان لا کر اس پر ثابت قدم رہے گا جس کی دیکھا دیکھی اس کے کنبہ وقبیلہ والے بھی اس کی پیروی کریں گے۔ آپ ﷺ دراصل دور اندیش تھے اور ساتھ ہی ساتھ عدل وانصاف پر سب سے زیادہ کاربند بھی تھے۔

چنانچہ جب آپ ﷺ نے یہ تقسیم کی کہ جس میں بعض سرداروں کو فضیلت دی گئی تھی تو ذوالخویصرہ بول پڑا کہ: اللہ کی قسم! یہ ایک ایسی تقسیم ہے کہ جس میں اللہ تعالی کی رضا شامل نہیں یا اس میں عدل وانصاف سے کام نہیں لیا گیا۔ پس آپ ﷺ انتہائی غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ:

”مَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ، خِبْتُ وَخَسِرْتُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ“[(10)]

(اگر میں ہی انصاف نہ کروں تو پھر کون انصاف کرے گا؟! میں نقصان پانے والا اور خسارہ پانے والا ہو جاؤں اگر میں عدل نہ کروں)۔

---

[10] صحیح بخاری 3610، صحیح مسلم 1064۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”لَا، إِنَّهُ لَعَلَّهُ يُصَلِّي“[11]

(نہیں کیونکہ ہو سکتا کہ یہ نماز پڑھتا ہے)۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

”يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ إِلَى صَلَاتِهِمْ وَقِرَاءَتَكُمْ إِلَى قِرَاءَتِهِمْ وَصِيَامَكُمْ إِلَى صِيَامِهِمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ“[12]

(اس کی پشت سے ایسی قوم نکلے گی کہ جن کی نمازوں کے سامنے تم اپنی نمازوں کو، تلاوت قرآن کے سامنے اپنی تلاوت کو اور ان کے روزوں کے مقابلے میں تم اپنے روزوں کو حقیر تصور کروگے، دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے آر پار ہو جاتا ہے)۔

---

[11] صحیح ابن حبان 25 اور دوسری روایات میں ہے کہ: ”مَعَاذَ اللهِ أَنْ يَتَحَدَّثَ النَّاسُ أَنِّي أَقْتُلُ أَصْحَابِي“ (صحیح مسلم 1064) (اللہ کی پناہ! لوگ کہنے لگے گیں کہ میں اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کرنے لگا ہوں)۔ (توحید خالص ڈاٹ کام)

[12] صحیح بخاری 3610، صحیح مسلم 1065۔ صحیح بخاری 3610 کے الفاظ ہیں: ”دَعْهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ“ (اسے چھوڑ دو کیونکہ اس کی ایسے ساتھی ہوا کریں گے کہ جن کی نماز کے سامنے تم اپنی نمازوں کو ہیچ تصور کروں گے، اور ان کے روزوں کے مقابلے میں اپنے روزوں کو کم تر محسوس کروگے۔ وہ (باکثرت) قرآن تلاوت تو کیا کریں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے آر پار ہو جاتا ہے)۔ (توحید خالص ڈاٹ کام)

ان کے دین میں اس غلو اور لوگوں کے درمیان مساوات طلب کرنے میں غلو نے انہیں ایسی ہلاکت میں مبتلا کیا کہ جس میں نہ صرف وہ خود ہلاک ہوئے بلکہ پوری امت کو بھی تباہی وبربادی کے دہانے پر لا کھڑا کیا، اور انہی کی پشت سے ایسی قوم پیدا ہوئی کے جن کے اوصاف نبی اکرم ﷺ نے یوں بیان فرمائے:

"حُدَثَاءُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ"[13]

(کمسن وکم عقل)۔

جنہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کے ساتھ "لا حكم إلا لله" (حکم نہیں ہے مگر صرف اللہ تعالی کے لیے) کی بنیاد پر قتال کیا۔ انہوں نے حاکمیت کے معاملے میں غلو کیا اور اس کے حقیقی معنی سے جہل اختیار کیا، جس کی بناء پر انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر خروج کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ان سے مناظرے کیلئے روانہ کیا چناچہ آپ نے ان سے مناظرہ فرمایا اور بہت سے افراد ان میں سے قائل ہوگئے اور اپنے مؤقف سے رجوع کر لیا، جبکہ باقی ماندہ اپنے حاکمیت اور دین کے معاملے میں غلو پر ڈٹے رہے حالانکہ حقیقتاً وہ اس حاکمیت کے معاملے میں جہل میں مبتلا تھے۔ پس وہ بہت سی معصوم جانوں کے خون بہانے کا سبب بنے، لہذا سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی ان سے قتال پر مجبور ہوئے اور ان کی جڑیں کاٹ کر رکھ دیں۔ البتہ جو ان میں سے باقی رہ گئے وہ اپنا یہ غلو ہمارے اس دور تک منتقل کر گئے۔ ایک جانب سیاست میں غلو، حاکمیت میں غلو تو دوسری طرف اس کے برعکس عقیدہ ومنہج کے بارے میں

---

[13] صحیح بخاری 3611۔

لاپرواہی اور اس کے علاوہ دیگر اہم دینی مسائل کے بارے میں لاپرواہی، بہر حال آپ سب کو اس سے چوکنا ہو جانا چاہیے۔

دنیا کے مشرق و مغرب میں مسلمان جن فسادات اور خونریزی کا شکار ہیں وہ انہیں غالی لوگوں کے آثار و بقایہ جات ہیں۔ اس غلو، تکفیر، دنگا فساد اور دھماکوں وغیرہ کا اصل منبع اور ایسا اہم منبع کہ جس کے بارے میں اس کے پیروکار امت کو مغالطے میں رکھتے ہیں، چناچہ وہ ان اسباب کی کھوج میں لگ جاتے ہیں جن کا اس حقیقی منبعِ فساد سے دور کا بھی واسطہ نہیں، چناچہ وہ حقیقی منبع فساد یا فساد کی جڑ وہ قطبی وراثت ہے جو سید قطب اپنی کتاب ''في ظلال القرآن'' کی صورت میں بطور وراثت چھوڑ گئے ہیں، جو کہ تکفیر سے بھرپور ہے یہاں تک کہ اس میں پوری امت کی بھی تکفیر ہے، اور اس کے علاوہ دیگر خطرناک گمراہیوں سے بھی یہ کتاب اٹی ہوئی ہے جیسے عقیدۂ حلول، وحدۃ الوجود اور اللہ تعالی کی صفات کی تعطیل[14] اور اسی طرح کی بہت سی گمراہیاں۔ ان کی ایک اور کتاب ''المعالم الطریق'' بھی تکفیر اور نوجوانوں کو برانگیختہ کرنے سے اٹی ہوئی ہے۔ اس غلو نے ایک امت کو الجزائر، افغانستان اور دیگر عرب و اسلامی ممالک میں ہلاکت خیزی سے دوچار کر دیا۔ اور اب بھی امت انہیں کے سبب ان مشکلات و ہلاکت خیزیوں کا سامنا کر رہی ہے کہ جنہیں اللہ تعالی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پس امت پر یہ واجب ہے کہ وہ اس مہلک بیماری کے منبع اور جڑ کو پہچانے جو کہ سید قطب کی کتابوں سمیت اس کی کتابوں سے

---

14 حلول یعنی نعوذ باللہ اللہ تعالی مخلوق میں حل ہو گیا ہے، وحدت الوجود یعنی تمام کائنات میں محض ایک ہی وجود اللہ تعالی کا ہے باقی سب وہم و خیال ہے، صفات کی تعطیل یعنی اللہ تعالی کو اپنے زعم میں مشابہت سے پاک قرار دینے کے لئے تمام شایان شان صفات سے بھی عاری قرار دینا۔ (توحید خالص ڈاٹ کام)

متفرع ہونے والی دیگر کتابیں جیسے صلاح الصاوی اور ابو بصیر کی کتابیں، اسی طرح ابو حمزہ اور اسامہ بن لادن اور ان جیسے دیگر افراد کی تحریکیں۔ یہ لوگ دنگا فساد مچانے والے خوارج ہیں جن کی تربیت سید قطب کی کتابوں کے ذریعے ہوئی ہے، اور ہاں! ایمن الظواہری اور جماعت جہاد وتکفیر کو بھی کہیں بھول نہ جانا وہ بھی انہیں لوگوں میں شامل ہیں۔ ان لوگوں کو اس مصیبت وآزمائش سے دوچار کرنے والی سید قطب کی کتابیں ہیں کہ جو تکفیر کے معاملے میں غلو سے اٹی ہوئی ہیں۔ جس میں وہ لوگوں کی عام تکفیر کرتے ہیں حتی کہ جزئیات میں بھی، کہ اگر کسی شخص نے کسی دوسرے شخص کی جزئیات میں بھی پیروی کی تو وہ دین سے مرتد ہو گیا۔ اللہ کی قسم! یہ تکفیر تو سابقہ خوارج سے بھی زیادہ شدید ہے۔ پس یہ لوگ اس قسم کی کتابوں سے تربیت حاصل کرتے ہیں اور ان کتابوں کے مصنف ان کے نزدیک امام مقدس ہیں اگرچہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن درازی کرے اور اصول وعقائد اسلام کا حلیہ بگاڑ کرر کھ دے۔ اسی طرح حلول وعقیدۂ وحدۃ الوجود، اللہ تعالی کی صفات کی تعطیل یہ تمام چیزیں اس شخص کی بزرگی اور امامت کے لئے بالکل ضرر رساں نہیں اور یہ انتہائی افسوس ناک بات ہے یہ غلط وفاسد عقائد سے بھرپور کتابیں ان لوگوں کے نزدیک اس شخص کی عزت ورتبہ میں کوئی کمی نہیں کرتیں۔

وہ کیا چیز ہے کہ جس نے لوگوں کو مجبور کیا کہ وہ سید قطب کو اس منزلت پر فائز کریں جبکہ وہ گمراہی کی اتھہ گہرائیوں میں ڈوبا ہوا ہے اور اس کی کتابوں کو یہ منزلت وپذیرائی دیں جبکہ وہ گمراہی وتباہی پر مبنی کتابیں ہیں، اور وہ کیا چیز ہے کہ جس نے بہت سے نوجوانوں کو ہلاکت وبربادی میں مبتلا کیا اور پوری امت بھی ان کے ہاتھوں ہلاکت وبربادی کا شکار ہوئی؟ اس کا منبع

ومبداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہج وشریعت مخالف غلو کے سوا کچھ نہیں، اور یہ قرآن وسنت کے عقائد واحکام کے مخالف ہونے کے ساتھ ساتھ صحابہ وسلف صالحین کے عقائد سے بھی متصادم ہیں۔ یہ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ اس قسم کے لوگ صرف اپنے آپ کو ہی مسلمان تصور کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ ان کی ویب سائٹس کا نام دیکھیں گے "أنا المسلم" اور اس قسم کے کلمات بھی سننے کو ملیں گے کہ "إلى الجحيم خالدا فيها مخلدا يا ابن عثيمين" اور اس میں آپ تکفیر اور منہج اسلام، منہج رسول، منہج قرآن پر ثابت قدم واعتدال پسند لوگوں پر طعن وتشنیع پائیں گے۔ پس مشرق ومغرب میں بسنے والے نوجوانانِ امت کو چاہیے کہ قرآن وسنت کی طرف متوجہ ہوں جس پر اس بہترین امت نے تربیت پائی جو نیکی کا حکم دیتی، برائی سے روکتی، اور اللہ پر ایمان لاتی تھی کہ جس کے ذریعے اللہ تعالی نے ایک امت کو سعادت سے ہمکنار کیا، اور ان کے اور جو چیز وہ لے کر آئے کے ذریعے ایک امت کو گمراہی وکفر وشرک سے بچالیا۔ پس اللہ تعالی نے اس رسالت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعلیم، عقائد اور قرآن وسنت پر مبنی اخلاق کی نشر وترویج کے ذریعے قوموں اور معاشروں کو اس آگ سے بچالیا کہ جس کے کنارے تک وہ پہنچ چکے تھے۔ چناچہ وہ شرف وعزت کے اعلیٰ رتبہ پر فائز ہوئے کیونکہ وہ امت وسط اور وہ بہترین امت تھی جو لوگوں کیلئے برپا کی گئی۔ آپ دیکھیں گے کہ لوگوں کو اس غلو کے سبب ہلاکت وبربادی ہی لاحق ہوتی ہے، چناچہ غلو کی یہ تمام انواع امت کی ہلاکت وتباہی اور ذلت وخواری میں اضافہ کا ہی سبب بنتی ہیں۔

اخوان المسلمین کی حقیقت

جب سے یہ اخوان المسلمین وجود میں آئی ہے اس کا یہی نعرہ ہے جہاد، جہاد، حکومت اسلامیہ،

خلافت اسلامیہ جبکہ مسلمان ان کے ہاتھوں انحطاط کا شکار ہوئے اور انہیں پیچھے سے پیچھے دھکیل دیا گیا۔ اور انتہائی افسوس کی بات ہے کہ یہ لوگ امت کی ہلاکت میں اضافہ ہی کرتے ہیں اور اس پر طرہ یہ کہ اپنے آپ کو داعیان اسلام اور مجاہدین اسلام گمان کرتے ہیں۔ اور نوجوانان امت کو سونے کی رکابیوں میں رکھ کر کفار کے حوالے کرتے ہیں جیسا کہ امریکہ و روس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے نوجوانوں کو مرغیوں اور چوزوں کی طرح ذبح کیا، انہیں بغیر اصلاح عقیدہ اور مادی قوت واسلحہ کے کفار کے آگے پیش کر دیا گیا۔

اللہ تعالی نے اس امت پر جہاد اسی صورت میں مشروع کیا ہے جب وہ عقیدہ، افرادی قوت، اخلاق، مادی و عسکری قوت کے لحاظ سے اس کی استعداد رکھتے ہوں۔ جبکہ ان کا حال یہ ہے کہ نہ ان کا عقیدہ صحیح ہے اور نہ ہی کوئی مادی قوت ہے بس جہاد جہاد کے بلند بانگ نعرے ہیں جن کے سبب امت کو ہلاکت سے دوچار کیا ہوا ہے۔ وہ خود اللہ کی قسم مناصب، مال و دولت، کھانے پینے سے لطف اندوز ہو رہے ہیں اور مزے کر رہے ہیں اور لوگ ان بیکار چیخ و پکار اور فاسد نعروں کی خاطر قربان ہو رہے ہیں۔ کتنے ہی مسلم نوجوان ان کھوکھلے نعروں اور ان بیکار کانفرنسوں کی خاطر قربان ہو چکے ہیں۔ چنانچہ تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے رب کی کتاب اور نبی ﷺ کی سنت کی طرف رجوع کریں تاکہ وہ امت وسط بن جائیں جیسا کہ اللہ تعالی نے ان کا وصف بیان کیا ہے۔ اس خیر امت کا مصداق بننے اور اللہ تعالی کے پاس یہ رتبہ حاصل کرنے کی استعداد کار کی وجہ سے اس امت کو اپنی سابقہ عزت و کرامت حاصل ہو جائے گی۔ اور اللہ کی قسم ہے کہ یہ نعرے بازی اور واویلہ کرنا اس امت کو کبھی بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے بلکہ یہ اس کے انحطاط، تباہی اور ذلت و خواری کا ہی سبب بنتے ہیں۔

خبردار مسلمانوں تمہیں چاہیے کہ تم اپنی عزت کے اصل مصدر کو پہچانو اور اسی طرح اپنی ہلاکت کے بھی اصل مصدر کو پہچانو تاکہ اس سے بچ سکو۔ اور اسی ہلاکت کے اصل مصدر میں سے ایک یہ غلو بھی ہے جبکہ حقیقتاً فی زمانہ تو اکثر یہ غلو بناوٹی اور ڈرامہ سازی پر مبنی ہوتا ہے۔ جب آپ اپنی عزت کے اصل مصدر کو پہچان لیں تو اس کی جانب لپکیں اور اسے جڑوں کے ساتھ مضبوطی سے تھام لیں، پھر اپنی اور اپنی نسلوں کی اس پر تربیت کریں تاکہ اللہ تعالی آپ کے مقدر میں بھی وہ چیز کر دیں جو آپ کے اسلاف کے مقدر میں کی تھی۔

میں اللہ سے دعاء کرتا ہوں کہ وہ اس امت کے لئے ایسے سچے و مخلص داعیان دین تیار کرے جن کے ذریعے وہ اپنی کھوئی ہوئی عزت، وقار اور قیادت و سعادت کے مصدر یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جس میں ہر قسم کا کمال، توسط واعتدال پسندی ہے کی طرف لوٹ آئیں۔ اللہ تعالی سے دعاء ہے کہ وہ اسے ممکن بنادے۔

و صلّى الله على نبيّنا محمد و على آله و صحبه و سلم . والسلام عليكم و رحمة الله و بركاته.

(فواز الجزائری نے اس کیسٹ کو تحریری شکل میں تبدیل کر کے بتاریخ 14-4-1426ھ کو شیخ ربیع کے مراجع کیلئے پیش کیا)